جَمل صِفین نَهروَان

عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

أَعـوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْـطانِ الرَّجيم

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

الحمدلله والصلاة والسلام على رسول الله أما بعد.

جَمل ,صِفین ,نَہروَان

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ یہ موضوع "جَمل , صِفین , نَہروَان" کتاب "فرقہ واریت کی اصل وجہ "کا ایک حصہ ہے فرقہ واریت کی اصل وجوہات اور ان کا حل قرآن اور صحیح احدیث مبارکہ سے معلوم کرنے کے لیے ایک مرتبہ ضرور اس کتاب کو پڑھے ان شاء اللہ قرآن و صحیح حدیث سے اصل مثلا معلوم ہوگا۔

حضرت مولا علیؑ کے سارے قتال (جَمل / صِفین / نَہروَان) پر علیؑ حق پر تھے :

اخبرنا اسحاق بن و محمد قدامة ،و اللفظ له، عن جرير، عناالاعمشِ،عن اسماعيل بن رجاء، عن أبيه ، عن أبي سعيد الخدري قال : كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَخَرَجَ إِلَيْنَا قَدِ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ، فَرَمَى بِهَا إِلَى عَلِيٍّ (فَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا فَمَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَضَيْنَا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ يَنْتَظِرُهُ وَقُمْنَا مَعَهُ) فَقَلَ : " إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ : أَنَا ؟ قَالَ : "لا" قَالَ عُمَرُ : أَنَا قَالَ : " لا ، وَلَكِنْ صَاحِبَ النَّعْلِ " (فَجِئْنَا نُبَشِّرُهُ قَالَ: وَكَأَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم بیٹھے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کررہے تھے، اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو سیدنا علیؑ کو گھٹنے دیا (اور علیؑ پیچھے رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ آگے چل پڑے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلنے لگے پھر آپ ﷺ کھڑے ہوکر علیؑ کا انتظار کرنے لگے تو ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔) تم میں ایک شخص ایسا ہے جو قرآن کی تاویل (تفسیر) کے تحفظ کے لئے قتال کرے گا جس طرح میں نے اس کے نزول پر قتال کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا وہ میں ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں" پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا وہ میں ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں" بلکہ وہ "صَاحِبَ النَّعْلِ" (جوتوں کو گانٹنے والا) ہے (ہم علیؑ کو خوشخبری دینے گئے لیکن ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے پہلے ہی سن لیا ہے۔)

سنن نسائی الکبری حدیث نمبر 8541, مسند احمد 11348/11795, ابن حبان 6937, السلسلة الصحة 2487علی شرط مسلم ، الحکم ،مجمع الزوائد, مصنف ابن ابی شیبۃ ....

جَمَل: سنہ ۳۵ ہجری حضرت عثمان بن عفانؓ کو بلوائیوں نے مظلوم شہید کیا اور اس واقع کے بعد لوگ حضرت علیؑ کے پاس گئے لیکن حضرت علیؑ نے خلافت سے انکار کیا، لوگوں نے کہا اگر آپ خلافت کا عہدہ قبول نہیں کرتے تو فتنے کا دروازہ کھول جائے گا۔

مجبوراً حضرت علیؑ نے اگلے دن کا وعدہ کیا، پھر اگلے دین لوگوں نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی، پھر یومِ جمعہ زی الحجہ ۳۵ ہجری کو حضرت علیؑ نے مسجد میں خطبہ دیا پھیر اور لوگوں نے بھی بیعت کی

.

پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خطبہ دے کر اپنے مکان پر واپس آئے تو حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ آئے اور کہا چونکہ ہم نے بیعت اِس شرط پر کی ہے کہ حدودِ قصاص قائم کرو گے لہذا تم اس شخص یعنی حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا قصاص لو حضرت علیؑ نے جواب دیا : جب تک کہ لوگ رہ راست پر نہ آ لیں اور کل امور منظم نہ ہوجائیں اِس وقت تک میں تمہاری رائے پر عمل نہیں کر سکتا مجھ میں ایسی قدرت نہیں ہے حالانکہ مجھ کو خود عثمانؓ کے حقوق اور قصاص کی فکر ہے ۔

یہ سن کر حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ چلے گئے , حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر جنگل میں آگ جیسے پھیل گئی تھی ملک شام میں حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کا خون آلود کپڑا ٹانگ دیا لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے اور قتلِ عثمانؓ کا بدلہ لینے کا پختہ عہد کیا ۔

اور حضرت معاویہؓ نے اہلِ شام سمیت مولا علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کی بیعت نہیں کی اور مولا علیؑ کی مخالفت پر اترآئے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مولا علی علیہ السّلام پر حضرت عثمان کے قتل کا اِلزام بھی لگادیا ، مگر اللہ ﷻ نے حضرت علیؑ کو اس سے بچالیا ، حضرت علیؑ نے قتلِ عثمانؓ سے برات کا اظہار کیا ، اور جب ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ مکہ مکرمہ سے عمرہ کرنے کے بعد واپس آرہی تھی توآپ کو خبر معلوم ہووی کہ حضرت عثمانؓ کو مظلوم شہید کیا گیا یہ سن کر حضرت عائشہؓ مکہ میں واپس آگئی اور حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ بھی مکہ چلے آئے اور بنو امیہ سے آملے ، ان سب نے ایک فوج جمع کرلی اور بصرہ کی طرف جانے کا ارادہ کرلیا ۔

سنہ ۳۶ ہجری کی شروعات میں حضرت علیؑ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور شہروں پر نائب مقرر کیے ،آپ نے یمن پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ ، بصرہ پر حضرت عثمان بن حنیفؓ ،کوفہ پر حضرت عمارۃ بن شہاب ، مصر پر حضرت قیس بن سعد بن عبادہ ، شام پر حضرت معاویہ کو معزول کر کے حضرت سہل بن حنیفؓ کو نائب مقرر کیا۔

حضرت سہل چلتے چلتے تبوک پہنچے تو حضرت معاویہ کے سوار آپ کو ملے اور پوچھنے لگے آپ کون ہیں ؟ آپ نے جواب دیا "امیر ہوں "اُنھوں نے کہا کس چیز کے امیر ہو آپ نے کہا شام کا امیر ہو اُنھوں نے کہا اگر آپ کو حضرت عثمان نے بھیجا ہے تو خوش آمدید ہو اور اگر کسی اور نے بھیجا ہے تو واپس چلے جائیے ،آپ نے کہا : کیا جو کچھ ہوا ہے آپ نے نہیں سنا ، اُنھوں نے کہا بے شک پس آپ واپس حضرت علیؑ کے پاس آگئے ، اور مصر میں حضرت قیس بن سعد کے بارے میں کُچھ نے اختلاف کیا اور جمہور نے آپ کی بیعت کرلی اور ایک گروہ نے کہا ہم جب تک قتیلِ عثمانؓ کا بدلہ نہ لے تب تک ہم بیعت نہیں کرے گے اور یہی حال اہلِ بصرہ کا تھا اور حضرت عمارۃ بن شہاب جن کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا گیا تھا انہیں راستے میں طلحہ بن خویلد نے کہا : بہتر یہ ہوگا کہ تم واپس چلے جاؤ کیونکہ اہلِ کوفہ اپنے امیر ابو موسیٰ الاشعری کو تبدیل نہیں کرنا چاہتے اور اگر تم میرا کہنا نہ مانوں گے تو میں ابھی تمہاری گردن اُڑادوں گا ۔ یہ سن کر حضرت عمارۃ بن شہاب واپس حضرت علی کے پاس آگئے اور ابو موسیٰ الاشعریؓ نے حضرت علیؑ کو خط لکھ کے کوفہ کے لوگوں نے میرے ہاتھ میں آپ کی بیعت کر لی ہیں ، اہلِ شام کو خبر معلوم ہونے پر حالات اور خراب ہوگئے ، حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت معاویہؓ کو بہت سے خطوط لکھے مگر حضرت معاویہؓ نے جواب نہ دیا اور ایسا ہوتا رہا,

پھیر حضرت معاویہؓ نے ایک شخص کے ہاتھوں ایک طومار بھیجا جیسے وہ لے کر حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا کہ تیرے پیچھے کیا ہے ؟ جب اُس خط (طومار) کو کھولا گیا تو اس میں عنوانِ خط کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا یہ کیا معاملہ ہے ؟ اُس قاصد نے کہا : میں شام میں ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آیا ہو جو آپ سے کسی بھی حال میں راضی نہ ہو گے میں نے ساٹھ ہزار شیوخ کو عثمانؓ کی خون آلود قمیض پر روتے ہوئے دیکھا ہے ،

یہ قمیص لوگوں میں جوش پیدا کرنے کی غرض سے جمع دمشق کے منبر پر لگائی گئی ہے "امیر المؤمنین علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا : کیا وہ لوگ مجھ سے عثمانؓ کے خون کا بدلہ طلب کرتے ہیں ؟ آئے اللہ میں خون عثمانؓ سے بری ہوں قاتلین عثمانؓ سے اللہ سمجھے " پھر حضرت معاویہؓ کا قاصد چلا گیا ۔ اہلِ شام پوری طرح سے حضرت علیؑ کی بغاوت پر اُتر آئے تھے اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں فرمایا : وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىہُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰہِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ﴿۹﴾

ترجمہ : اور اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔ سورۃ الحجرات آیت 9. حضرت علیؑ نے اس آیت کے تحت اہلِ شام سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے نائب کردہ امیروں کو اس کی تیاری کا حکم دیا ۔

وہاں حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓاور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ پوری فوج کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ تھے ، جب حضرت عائشہؓ بنی عامر کے علاقہ میں پہنچیں تو ان پر کتے بھونکنے لگے ۔

آپؓ نے پوچھا : یہ کونسا علاقہ ہے ؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ '' حوأب '' ہے ۔

آپ نے کہا : میں واپس لوٹنا چاہتی ہوں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا: تم میں سے کون ہے جس پر حواب کے کتے بھونکیں گے ؟ حضرت زبیرؓ نے ان سے کہا: آپ واپس جاتی ہیں ؟ ممکن ہے اللہ عزو جل آپ کی وجہ سے لوگوں کے درمیان صلح کروا دے ۔

پھر جب بصرہ کے قریب آئے تو حضرت عثمان بن حنیفؓ جو بصرہ میں حضرت علیؑ کی طرف سے مقررکردہ امیر تھے لیکن ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کو دیکھ کر اہلِ بصرہ میں سے بہت سے لوگ حضرت عائشہؓ کی فوج میں شامل ہوگئے اور حضرت عثمان بن حنیفؓ کی مخالفت کی اور حضرت عثمان بن حنیفؓ کمزور پڑ گئے ، حضرت عائشہؓ کی فوج نے بصرہ میں قبضہ جمہ لیا اور حضرت عثمان بن حنیفؓ کو گرفتار کیا گیا لوگوں نے حضرت عثمان بن حنیفؓ کے چہرے کے تمام بل نوچ لیے تھے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے ام المؤمنین کو اس کے بارے میں بتایا تو آپ نے چھوڑنے کا حکم دیا ، بعض کہتے ہیں کہ شہر بدر کرنے کا حکم دیا ، بعد میں حضرت عثمان بن حنیفؓ کو قید کر دیا گیا ،

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ اِن لوگوں نے بصرہ میں قبضہ کر لیا ہے تو آپ بصرہ کی طرف روانہ ہوگئے اور بصرہ کے قریب ہوئے تو حضرت عمار بن یاسرؓ اور حسن بن علیؑ کو کوفہ روانہ کردیا کہ وہ وہاں سے فوج تیار کرے ۔

جب کوفہ کی مسجد میں گئے تو حسن بن علیؑ منبر کے اوپر سب سے اونچی جگہ تھے اور عمار بن یاسرؓ ان سے نیچے تھے۔

راوی فرماتے ہیں: ہم ان کے پاس جمع ہو گئے اور میں نے عمارؓ کو یہ کہتے سنا کہ عائشہؓ بصرہ گئی ہیں اور خدا کی قسم وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی ﷺ کی پاک بیوی ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہیں آزمایا ہے تاکہ جان لے کہ تم اس اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا حضرت عائشہؓ کی۔

اہلِ کوفہ نے حضرت علیؑ کا ساتھ دیا، اور جب حضرت عثمان بن حنیفؓ قید سے نکلنے کے بعد حضرت علیؑ کے پاس آکر ملے اور اپنا چہرہ بتایا اور کہا: آئے امیرالمومنینؑ آپ نے مجھے داڑھی کے ساتھ بھیجا تھا اب میں بے داڑھی کے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم کو اس کا اجر ملے گا، اور آپ نے شیخینؓ کا بھی ذکر کیا اور پھر اس میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کا بھی ذکر کیا اور پھر حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کے بارے میں بتایا کی کس طرح اُن لوگوں نے آپ کی بیعت کرنے کے بعد بھی یہ سب کیا۔

پھیر جب حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ نے قبضہ کرنے کے بعد حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو سزا دینے کی بات ائی تو ایک شخص جس کا نام قتلِ عثمانؓ میں مشہور تھا حرقوص بن زبیر پر ہاتھ ڈالا تب بصرہ کے چھ ہزار آدمی اُس کی حفاظت پر اُتر آئے ان لوگوں کو معاملہ سمجھ میں آگیا کہ مولا علیؑ اس میں جلدی کیوں نہیں کر رہے تھے۔

پھیر دونوں گروہ کے درمیاں صلح کا معاملہ ہونے لگا لیکن حضرت عائشہؓ کی طرف بنو امیہ کے بندر موجود تھی جن کی وجہ سے جنگ پھر شروع ہو گئی،

اور جب اس میں حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ لشکر سے الگ ہو کر حضرت علیؑ سے ملنے آئے

تو حضرت علیؑ نے کہا: تم لوگوں نے فوج جمع کر کے میرے ساتھ عداوت کی کیا اللہ ﷻ کے نزدیک اس عداوت کی کوئی وجہ ہے ؟

کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں ہوں ؟

تم پر میرا خون اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں ہے ؟

کیا کوئی ایسی بات ہے جس نے تم پر میرا خون حلال کر دیا ہو ؟

حضرت طلحہؓ نے کہا آپ نے حضرت عثمانؓ کی عداوت پر لوگوں کو متحد کیا ہے ۔

حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت کی

اور فرمایا: اے طلحہؓ!

کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کی بیوی کو لڑنے لے آیا اور اپنی بیوی کو گھر میں چھپا کر رکھا ہے ؟

کیا تو نے میری بیعت نہیں کی تھی ؟

حضرت طلحہؓ نے کہا میرے گردن پر تلوار تھی ،

اور حضرت زبیرؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا: کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں ؟

جب تم اور میں انصاریوں کے ایک خیمے میں موجود تھے ، رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم اس (علیؑ) سے محبت کرتے ہو ؟

تو تم نے جواباً کہا تھا: مجھے اس سے کون سی چیز منع کرتی ہے ؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: تم اس کے خلاف بغاوت کرو گے اور اس سے جنگ کرو گے اور اس وقت تم ظالم ہو گے ۔

یہ بات سن کر حضرت زبیرؓ واپس لوٹ گئے ۔

اور حضرت طلحہؓ نے بھی جنگ چھوڑ دی کیونکہ وہ حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت عمار بن یاسرؓ کو لڑتے ہووے دیکھ رہے تھے ، کیونکہ حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ "افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ جسے عمار جنت کی دعوت دیں گے اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی دعوت دے رہی ہوگی ۔"

اس طرح حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ دونوں نے رجوع کر لیا اور جنگ سے روک گئے لیکن ان دونوں کو شہید کر دیا گیا حضرت طلحہؓ کو شہید کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ اُن کی خود کی فوج میں سے مروان بن حکم جو بنو امیہ کے بندروں میں سے ایک بندر تھا اس نے تیر مار کر آپؓ کو شہید کیا،

اور دوسری طرف حضرت زبیرؓ کو ابن جرموز جو حضرت علیؑ کی فوج میں تھا اُس نے آپؓ کا پیچھا کیا اور جِس وقت آپ نماز میں تھے سجدے کی حالت میں آپؓ کو شہید کیا اور جب حضرت علیؑ کے پاس حضرت زبیرؓ کا سر لایا اور خیمے میں آنے کی اجازت طلب کی، سیدنا علیؑ نے کہا: سیدہ صفیہؓ کے بیٹے یعنی سیدنا زبیر بن عوامؓ کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دو۔ اس کے بعد سیدنا علیؑ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے ۔

پھیر جب جنگ ختم ہوگئی اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اہلِ جمل کو شکست دی ، حضرت محمد بن ابی بکرؓ جو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے بھائی اور حضرت علیؑ کے کمانڈر تھے حضرت علیؑ نے سامان سفر کا انتظام کیا اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو حضرت محمد بن ابی بکرؓ اور بصرہ کی چالیس عورتوں کے ساتھ روانہ کیا اور خود بھی کچھ میل تک قافلہ کے ساتھ چلے اور اپنے بڑے بیٹے حضرت حسنؑ کو ایک دین کی مسافت تک ساتھ بھیجا ، اس واقع کے بعد حضرت عائشہؓ اپنے بھانجے یعنی حضرت عبداللہ ابنِ زبیرؓ کو وصیت کی تھی کہ مجھے حضور اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ دفن نہ کرنا۔ بلکہ میری دوسری سوکنوں کے ساتھ بقیع غرقد میں مجھے دفن کرنا۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ ان کے ساتھ میری بھی تعریف ہوا کرے۔ اور جب حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سلام اللہ علیہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے بعد ایک نیا کام سرزد ہوگیا"۔

اس نئے کام سے آپؓ کی مراد جنگِ جمل سے تھی یعنی خلیفہ کے خلاف بغاوت کرنا تھا اور اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں فرمایا تھا: وَقَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ "(اے نبی ﷺ کی بیویوں) تم اپنے گھروں میں ٹک کر رہو" سورۃ الأحزاب آیت 33. حضرت عائشہؓ جب تلاوت قرآن کرتے ہوئے اس آیت «(وَقَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ)» پر پہنچتی تھیں تو بے اختیار رو پڑتی تھیں یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ بھیگ جاتا تھا، کیونکہ اس پر انہیں اپنی وہ غلطی یاد آجاتی تھی جو ان سے جنگ جمل میں ہوئی تھی۔

جنگِ جمل کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ سلام اللہ علیہا غمزدہ رہی اور اپنے اس کام پر توبہ بھی کی اور بیشک اللہ ﷻ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

بیشک ام المؤمنین عائشہؓ سلام اللہ علیہا نے نیک نیتی کے ساتھ بصرہ کا سفر کیا تھا کے حضرت عثمانؓ کا قصاص لیے ۔ لیکن آپؓ کو بعد میں بنو امیہ کی چالبازیوں کا معلوم ہوا اور خود آپؓ کو بنو امیہ نے ہی تکلیفیں پہنچائی ،آپ کے بھائی حضرت محمد بن ابی بکرؓ کو بنو امیہ نے مظلوم شہید کیا ۔

ام المؤمنین عائشہؓ سلام اللہ علیہا نے جنگِ جمل کے واقع کے بعد حضرت علیؑ سے احترام اور اجزی کا معاملہ رکھا جب کیسی نے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا : حضرت علیؑ کے پاس جاؤ، بلاشبہ وہ اس مسئلے کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں ۔

اور جب کوئی آپ سے جنگِ جمل کے بارے میں سوال کرتا تو آپؓ اس کو تقدیر کا فیصلہ کہتی تھی یعنی تقدیر غالب آگئی ، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی یہ پیشگوئی موجودہ تھی یہ سب ہونا ہے اور بیشک آپ ﷺ اللہ ﷻ کے سچے نبی اور رسول ہے ،اِن سب واقعات کو چھپانا بیوقوفی کے سِوا اور کُچھ نہیں یہ تو نبی کریم ﷺ کے نبوّت کی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے ۔

اللہ ﷻ ہم سب کو حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

البدایہ والنہایہ ج-7,ص-295تا333.تاریخ ابنِ خلدون ج-2,ص-376تا406.المصنف ابنِ ابی شیبہ ج-11,کتاب الجمل۔ سلسلة الحدث الصحيحة ج-1,ص-846تا855. مختصر سیرتِ رسول ﷺ (امام عبداللہ بن مُحمّد بن عبدالوہاب) ص-781اور784.مستدرک الحاکم 4613....صحیح بُخاری 1391,مصنف ابن ابی شیبہ 38927, سنن نسائی 129..,مسند احمد 23513..دلائل النبوة ، أحمد بن حنبل – زهد – زهد عائشة ص-135,الطبقات الکبری لابن سعد........

صِفین : جنگِ جمل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت علیؑ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور جریر بن عبداللہ البجلی اور اشعث بن قیس (جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے ہمدان اور آذربائیجان میں مقرر کردہ گورنر تھے ان) کو خط لکھا کہ تم مسلمانوں سے ہماری بیعت لے کر ہمارے پاس چلے آؤ،

پس پھر وہ دونوں حاضر خدمت ہووے تو حضرت علیؑ نے جریر کو خط دے کر حضرت معاویہؓ کی طرف روانہ کیا کہ وہ بیعت خلافت پر آمادہ ہو لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ حضرت معاویہؓ اور اہلِ شام کھول کر مخالفت پر اترآئے پھر حضرت علیؑ نے شام کی طرف فوج روانہ کی اور جب حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم خود جنگ پر پہنچیں تو مالک اشتر کو معاویہؓ کی طرف بڑنے کا حکم دیا لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے دریائے فرات پر معاویہؓ پہنچ گئے اور دریائے فرات پر قبضہ کرلیا - [یہ وہی دریا ہے جس پر یزیدی فوج نے قبضہ کیا تھا اور نواسائے رسول ﷺ حضرت حسین علیہ السلام پر پانی روکدیا گیا تھا۔

عبداللہ بن نجی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ وہ علیؓ کے ساتھ جا رہے تھے، وہ ان کے وضو کا برتن (لوٹا) اٹھایا کرتے تھے۔

جب وہ (نینوی) کے قریب پہنچے جبکہ علیؓ صفین کی طرف جا رہے تھے۔

تو علیؓ نے آواز دی :ابو عبداللہ! رکو، ابو عبداللہ! فرات کے کنارے رکو،

میں نے کہا: کیا ہوا؟

علیؓ نے کہا: ایک دن میں نبی ﷺ کے پاس گیا، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے،

میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ کو کسی نے غصہ دلایا ہے؟

آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں جاری ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ جبریلؑ ابھی میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں،

انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ حسینؑ فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ میں اس کی مٹی کی خوشبو سنگھاؤں؟

علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ہاں،

آپ ﷺ نے ہاتھ آگے بڑھایا، آپ نے مٹی کی ایک مٹھی مجھے دی،

مجھے بھی اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہا اور آنسو نکل آئے۔

اور یہ وہی دریائے فرات ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا۔

ترجمہ: عنقریب دریائے فرات سونے کے ایک پہاڑ کو ظاہر کر دے گا جو شخص وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔

اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا:

يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا۔

ترجمہ: عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا پس جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔

اورآپ ﷺ نے فرمایا: جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس کی طرف چل نکلیں گے ، جو لوگ اس (پہاڑ) کے قریب ہوں گے وہ کہیں گے ۔ اگر ہم نے (دوسرے) لوگوں کو اس میں سے (سونا) لے جانے کی اجازت دے دی تو وہ سب کا سب لے جائیں گے ۔

اور فرمایا: وہ اس پر جنگ آزما ہوں گے تو ہر سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان (لڑنے والوں) میں سے ہر کوئی کہے گا: شاید میں ہی بچ جاؤں گا ۔] حضرت معاویہؓ نے جب دریائے فرات پر قبضہ کیا اور حضرت علیؑ اور ان کی فوج پر پانی روک دیا اور لوگوں کا پیاس سے برا حال ہوگیا اور لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت علیؑ سے اس کی شکایت کی حضرت علیؑ نے فوج تیار کی اور دریائے فرات سے معاویہؓ کا قبضہ ہٹادیا اور جب حضرت علیؑ نے دریائے فرات پر قبضہ کیا تو لوگ کہنے لگے ہم بھی معاویہؓ پر پانی روک دے گے تو حضرت علیؑ نے اس حرکت سے منع کیا اور سب کو پانی استعمال کرنے کی اجازت دی جب ۳۷ ہجری کا آغاز ہوا تو حرمت کے مہینے محرم الحرام کے احترام میں دونوں گروہ جنگ سے روکے رہے ۔

حضرت علیؑ نے معاویہؓ کی طرف حضرت عدی بن حاتمؓ، یزید بن قیس ، شبیث بن ربعی اور زیاد بن حفصہ کو روانہ کیا کہ وہ معاویہؓ کو بیعت خلافت پر آمادہ کرے اِن حضرات نے معاویہؓ کو اللہ ﷻ کے خوف سے ڈرایا اور حضرت علیؑ کی فضیلتیں بھی سنائی اور بیعت پر آمادہ کرنے کی بہت کوششیں کی لیکن معاویہؓ حضرت علیؑ کی مخالفت کرنے سے باز نہ آئے اور حضرت علیؑ پر قتلِ عثمانؓ کا الزام بھی لگادیا ، پھیر جب جنگ واپس شروع ہوگی تو اس میں حضرتِ عمار بن یاسرؓ علیہ السلام شہید ہوگئے تو

لوگوں کو پوری طرح یقین ہوگیا کہ حق پر کون ہے اور باغی گروہ کونسا ہے ، حضرت علیؑ کے ساتھیوں میں اور جوش پیدا ہوگیا ،

اشتر نے فوج کے ساتھ اہلِ شام کی صفوں کو توڑ دیا اہلِ شام کو شکست ملنے ہی والی تھی کہ عمرو بن العاصؓ نے معاویہؓ کو کہا : کیا دیکھتے ہو تمہارے ہاتھ میدان نہ آئے گا ، لوگوں کو حکم دو ک قرآن کو اپنے نیزوں پر اٹھائیں اور بلند آواز سے کہیں : هذا كتاب الله بيننا و بينكم - یہ اللہ کی کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان - کہ اس سے وہ لوگ جنگ سے روک جائے گے اگر ایسا نہ ہو تو اُن میں اختلاف تو ضرور ہوگا اور اُن کے اختلاف سے ہمیں بھی فائدہ ہوگا ،

تو بنو امیہ کے لوگوں نے اُس دن نیزوں پر قرآن کو اٹھایا تھا [اللہ ﷻ کے سِوا اور کیسی کو کیا معلوم تھا کہ جِس فوج نے آج نیزوں پر محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی کتاب قرآنِ کو اٹھایا تھا کل وہ فوج اُن نیزوں پر محمد رسول اللہ ﷺ کے اُس نواسے کا کٹا ہوا سر اٹھائے گئے جس نواسے کو محمد رسول اللہ ﷺ اپنے کندھوں پر اٹھاکر مدینہ کی گلیوں میں گھمایا کرتے تھے کیا معلوم تھا ایک دن اُس نواسے کے سر کو کربلا میں یہ لوگ نیزوں پر اُٹھاکر تماشا لگائے گے اُن تمام پر لعنت جن لوگوں نے حسین علیہ السّلام کو قتل کیا - نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا : جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا -] جب نیزوں پر قرآن مجید کو اٹھاکر اہلِ شام آئے تو حضرت علیؑ کی فوج جنگ سے روک گئے لیکن ،

حضرت علیؑ کو ان کی اِس چالبازیوں کا معلوم تھا حضرت علیؑ نے جنگ جاری رکھنے کا اصرار کیا اور کہا :
ہم ان لوگوں سے اس لیے لڑتے ہے کہ یہ اللہ کی کتاب پر عمل کرے کیونکہ اِن لوگوں نے قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا ہے ۔

لوگ حضرت علیؑ کے اصرار کرنے پر بھی نہیں مانے اور حضرت علیؑ کو مالک اشتر کو جنگ سے روک دینے کا حکم دینا پڑا ۔

پھیر جب جنگ روک گئی تو اشعث بن قیس نے حضرت علیؑ سے اجازت لے کے معاویہؓ سے اس معاملہ میں بات کرے جب وہ معاویہؓ کے پاس گئے تو معاویہؓ سے دریافت کیا کہ کس وجہ سے تم لوگوں نے نیزوں پر قرآن اٹھایا تھا ؟

معاویہؓ نے جواب دیا تاکہ ہم اور تم اللہ کی کتاب کی طرف رجوع کرے ، تم اپنی طرف سے ایک آدمی کو منتخب کرو اور ہم بھی ایک آدمی کو اپنی طرف سے منتخب کرگئے اور اُن سے حلف لیا جائے کہ قرآن کے مطابق فیصلہ کریں گے اور جو فیصلہ یہ لوگ کرے گے اس پر ہم اور تم دونوں راضی ہو جائے گے ۔

اشعث بن قیس یہ خبر امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے پاس لے گئے لوگوں اس پر راضی ہو گئے ۔

اہلِ شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاصؓ کو اپنا حکم منتخب کیا ،

اور حضرت علیؑ نے ابنِ عباسؓ کو حکم بنان چاہا تو لوگوں نے انکار کیا اور کہا وہ آپ کے رشتدار ہے لوگوں نے دوسروں کے نام لیے لیکن علیؑ کو وہ لوگ اس قابل نہ لگے ،

حضرت علیؑ نے اشتر کا نام لیا کہا اشتر میرا رشتدار نہیں ہے ،

لوگوں نے کہا کیا آپ کو اشتر کے سِوا روحِ زمین میں کوئی اور شخص نہیں ملتا ؟

حضرت علیؑ نے کہا: کیا ابو موسیٰؓ کے علاوہ تم کسی اور کو حکم نہیں بناؤ گے ؟

لوگ نے کہا کہ ابو موسیٰؓ کو نبی کریم ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور اشتر اس سے محروم ہے۔

حضرت علیؑ اس بحث سے تنگ ہوگئے اور مجبور ہوکر فرمایا: جو چاؤ اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو،

لوگوں نے ابو موسیٰؓ کو حکم بنایا

جب تحکیم کا عہدنامہ لکھنے کا وقت آیا تو کاتب نے بِسمِ اللهِ کے بعد لکھا:

هذا ما تقضى عليه امير المؤمنين ۔

تو مخالفین نے اس پر اعتراض کیا اور کہا: یہ ہمارے امیر نہیں ہے تمہارے ہوں تو ہوں ۔

اس لفظ "امیر المؤمنین" کو مٹا کر اس کی جگہ علی ابنِ ابی طالبؑ لکھنے کو کہا تو لوگ میں اختلاف ہوا

حضرت علیؑ نے صلح حدیبیہ کا واقع یاد کیا جب مشرکینِ مکہ نے صلح نامہ پر محمد رسول الله ﷺ لکھنے پر

مخالفت کی اور کہا: اگر ہم ان کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے تو کیا پھر ان سے جنگ کرتے ؟ ،

تو مشرکینِ مکہ نے محمد رسول الله ﷺ کو مٹا کر محمد ابنِ عبدالله لکھنے کو کہا تو رسول اللہ ﷺ نے

حضرت علیؑ کو فرمایا: رسول الله کا لفظ مٹادو۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا اللہ کی قسم ! میں تو اسے نہیں مٹا سکتا ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا ، مجھے اس (جملے) کی جگہ دکھاؤ۔''

حضرت علیؑ نے دکھا دی ، آپ ﷺ نے اس کو مٹا دیا اور راوی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن آپ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ **محمد بن عبداللہ** لکھا ۔

اور ایک روایت کے مطابق حضرت علیؑ فرماتے ہیں : نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا : تیار رہو عنقریب تم پر بھی ایک ایسا وقت آئے گا کہ جب تم مجبور ہو جاؤ گے ۔

اور صفین میں یہی کچھ ہوا ، حضرت علیؑ نے **امیر المؤمنین** مٹا کر **علی ابنِ ابی طالبؑ** لکھنے کو کہا لوگوں نے اختلاف کیا پھیر جیسے تیسے معاہدہ اس بات پر طے ہوا کی دونوں حکم قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کریں گے ۔ حضرت علیؑ صفین سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے ۔

پھیر جب تحکیم کا وقت آیا تو دونوں حکم آمنے سامنے ہوئیں تو دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ "حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کو اور معاویہؓ دونوں کو معزول کر کے معاملہ شوریٰ پر چھوڑ دے کہ لوگ جیسے چاہئے اُس کو خلیفہ بنائے"

بیشک یہ فیصلہ قرآن مجید کے ایکدم خلاف تھا حضرت علیؑ کہاں اور معاویہؓ کہاں حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور مولا علیؑ نبی ﷺ کے اہلِ بیت میں سے ہے اور اُن ہی لوگوں نے حضرت علیؑ کو خلیفہ نامزد کیا تھا جن لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، اور عثمانؓ کو خلیفہ نامزد کیا تھا اور بات قصاص عثمانؓ کی تھی فیصلہ اس پر ہونا تھا تو یہ خلافت میں حقداري جمنے لگیں ۔

پھیر جب دونوں حکم باہر آئے تو فیصلہ لوگوں میں اعلان کرنے کے لیے عمرو بن العاصؓ نے ابو موسیٰؓ کو پہلے بات کرنے کو کہا کی آپ پہلے کیونکہ آپ نبی کریمﷺ کے بڑے صحابی ہے آپ پہلے بات کریں ۔

اس بات پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو شک ہوا اور آپ نے حضرت ابو موسیٰؓ کو پہلے بیان دینے سے روکا لیکن وہ نہیں روکے اور بیان کیا : ہم دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ دونوں کو معزول کریں اور خلافت کے سلسلہ شروعات سے کرے تو میں علیؑ کو اور معاویہ کو معزول کرتا ہو اور معاملہ شوریٰ پر چھوڑتا ہوں کہ جس کو خلافت کے لائق سمجھو تو اُس کو خلیفہ بنائے تو یہ بات بس ختم ہونی تھی کہ عمرو بن العاصؓ کھڑے ہو کر فرمانے لگے : لوگوں سن لو اس شخص نے اپنے رفیق یعنی علیؑ کو معزول کیا تو میں بھی ان کو معزول کرتا ہو لیکن معاویہؓ کو معزول نہیں کرتا ہوں میں معاویہؓ کو امیر المسلمین تسلیم کرتا ہوں ۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ ابو موسیٰؓ کو ملامت کرنے لگے حضرت ابو موسیٰؓ نے معذرت پیش کی اور کہا : عمرو بن العاص نے دھوکہ دیا ہے ، اقرار کر کے مکر گیا۔

ابو موسیٰؓ اور عمرو بن العاصؓ میں بہت تلخ کلامی ہوئی اور تلواریں بھی نکلی گئی لیکن معاملہ قابو میں آگیا ، پھیر حضرت ابو موسیٰؓ وہاں سے مکہ چلے گئے ، اور لوگوں نے اس فیصلہ پر ناراضگی کا اظہار کیا

اور حضرت علیؑ سے ایک گروہ نے اختلاف کیا کہا اللہ کے علاوہ کوئی حکم نہیں اور حضرت علیؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا ، یہ گروہ خوارج کا گروہ تھا ،۔

اس تحکیم کے واقع کے بعدامیر المؤمنین علیؑ نے نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھائی :

" اللهم عليك بمعاوية وأشياعه ، وعمرو بن العاص ، وأشياعه ، وأبي السلمي ، وعبد الله بن قيس وأشياعه " کیوں کے اس جنگ میں بہت سے مسلمان قتل ہو گئے تھے ،

اور اگر حضرت علیؑ کو ان رکاوٹوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا تو اسلام کا پھر سے وہ دور شروع ہو جاتا جو حضرت عمرؓ کے وقت تھا ۔ لیکن یہ سب تو ہونا ہی تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان سب باتوں کی پیشنگوئی کر دی تھی بیشک محمد رسول اللہ ﷺ اللہ ﷻ کے سچّے پیغمبر اور رسول تھے ۔

البدایہ والنہایہ ج-7 ص-357...., تاریخ ابن خلدون ج-2 ص-403...., مختصر سیرتِ رسول ﷺ (امام عبداللہ بن مُحمّد بن عبدالوہاب) ص- 786.....,مستدرک الحاکم 8519,8465,4777,2656.....,صحیح بُخاری 8575,8576, سنن الکبریٰ ....,4629,2895,2894صحیح مسلم ,.....,2812,4251,3184,2698,7119 .....مصنف ابن ابی شیبہ ج-11 في كتاب الجمل باب ما ذكر في صفين...., الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد ...۔

نَهرِوَان : سنہ ۸ ہجری جنگِ حنین کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تب ایک آدمی جو بنو تمیم سے تھا جس کا نام " ذُو الْخُوَيْصِرَة" تھا اُس بدبخت نے کہا : اعْدِلْ يَا مُحَمَّدُ فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدِلْ " اے محمد ! (ﷺ) انصاف کیجیے ، آپ نے انصاف نہیں کیا ۔ آپ ﷺ نے فرمایا : وَيْلَكَ ، وَمَنْ يَعْدِلُ بَعْدِي إِذَا لَمْ أَعْدِلْ ؟ ''تیرے لیے ویل ہو! اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر میرے بعد اور کون انصاف کرے گا ؟'' حضرت عمرؓ نے کہا : دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ حَتَّى أَضْرِبَ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ ۔ " اے اللہ کے رسول ﷺ ! اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا :''معاذاللہ ! کہ لوگ ایسی باتیں کریں کہ میں اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں ، اسے چھوڑ دو ۔

اورآپ ﷺ نے فرمایا : اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ ان کی نماز اور روزے کے سامنے تم اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے ،آپ ﷺ نے اس تیر کے بارے میں فرمایا : تیر کے پر کو دیکھا جائے لیکن اس پر کوئی نشان نہیں پھر اس پیکان کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے باڑ کو دیکھا جائے اوریہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں کیونکہ وہ (جانور کے جسم سے تیر چلایا گیا تھا) لید گوبر اور خون سب سے آگے (بے داغ) نکل گیا (اسی طرح وہ لوگ اسلام سے صاف نکل جائیں گے) ۔

اورآپ ﷺ نے فرمایا : "وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا ۔"

اورآحضرت ﷺ نے ان دو گروہ (حضرت ابو حسینؓ یعنی علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم اورابو یزید یعنی معاویہؓ کے گروہ) کے بارے میں فرمایا جس میں سے ایک گروہ سے یہ لوگ الگ ہو جائے گے اِن خوارج سے جو گروہ جنگ کرے گا آپ ﷺ نے اُس گروہ کے بارے میں فرمایا :

قَتْلَهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ اور ایک دوسری روایت میں ہے: يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنْ الْحَقِّ ۔ اس حدیث میں "اقرب الی الحق" سے یہ ثابت کرتے ہے کی دونوں گروہ حق پر تھے یعنی معاویہؓ بھی حق پر تھے اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے : ان دونوں گروہ میں سے جو ان لوگوں کو قتل کرے گا وہ گروہ حق کے قریب تر ہوگا ۔

اس سے علماء سوء یہ ثابت کرتے ہے کہ "حق کے قریب سے مطلب دوسرا گروہ یعنی ابو یزید کا گروہ جِس نے حضرتِ عمار بن یاسرؓ کو قتل کیا وہ بھی حق پر تھا لیکن ابو حسینؑ کا گروہ حق کے قریب تر تھا" ۔ جب کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے عمار بن یاسرؓ کو قتل کرنے والے گروہ کے بارے میں یہ فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ ۔

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اُس گروہ کو نبی کریم ﷺ حق پر فرماتے ہو؟

اللہ ﷻ نے قرآن میں منافقین کے بارے میں فرمایا:

هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۔ سورة آل عمران آيت 167.

ترجمہ: وہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے ۔

تو کیا اس میں لفظ "اقرب" سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ منافقین ایمان پر بھی تھے؟ ۔ ہرگز نہیں!

یہاں تو صاف صاف اُن کا کفر پر ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ یہ تو بات کرنے کا ایک طریقہ ہے علماء سوء لفظوں کو پکڑ کر باقی تمام بات چھوڑ دیتے ہیں، اللہ ﷻ ہم تمام لوگوں کو علماء سوء کے شر سے محفوظ رکھیں امین ۔

تو "يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنْ الْحَقِّ" یعنی "ان دونوں گروہ میں سے جو گروہ ان (خوارج) لوگوں کو قتل کریں گا وہ حق پر ہوگا" ۔

اور سنہ ۳۸ ہجری میں حضرت علیؑ نے نَہروَان نامی جگہ پر خوارج سے جنگ کی حضرت علیؑ کو ان پر فتح حاصل ہوئی جنگ میں سب خوارج قتل ہوئے لیکن کچُھ لوگ بچ کر بھاگ گئے تھے جن میں اِبنِ ملجم ملعون بھی تھا، جب جنگ ختم ہو گئی تو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کو تلاش کرنے کو کہا جِس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: ان (خوارج) کی علامت ایک کالا شخص ہو گا۔

اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہو گا....،

حضرت علیؑ نے اُس شخص کو تلاش کروایا اور اسے نہر کے کنارے پر مقتولوں کے ڈھیر کے نیچے پایا، لوگوں نے اسے نکالا تو سیدنا علیؑ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی بات سچ ہے...۔

ان تینوں جنگوں میں حق پر حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم تھے اور مخالفین غلطی پر لیکن جب بھی حضرت علیؑ سے ان (اہلِ جمل، صفین، نَہروَان) کے مقتولین کے بارے میں سوال کیا جاتا تو آپ ان کے بارے میں نرم رویہ رکھتے تھے لیکن یہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں نے ہم سے بغاوت کی ہے،

اور مولا علیؑ نے فرمایا: اُمید کرتا ہوں کہ میں طلحہؓ، زبیرؓ اور عثمانؓ ان لوگوں میں سے ہونگے جن کے بارے میں اللہ ﷻ نے فرمایا:

وَ نَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ سورۃ الحجر آیت 47۔

"اور ہم نکال دیں گے ان کے سینوں میں سے جو کچھ بھی کدورت ہوگی بھائی بھائی (بن کر وہ بیٹھے ہوں گے) تختوں پر آمنے سامنے"۔

لیکن مولا علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت معاویہؓ کو معاف نہیں کیا اور مولا علیؑ نے نمازوں میں ان پر قنوت نازلہ پڑھائی : " اللهم عليك بمعاوية وأشياعه ...." ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : تم میں سے حوض کوثر پر سب سے پہلے آنے والا وہ ہوگا جو تم میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا ہے ، (یعنی) حضرت علی بن ابی طالبؑ ہیں ۔

صحیح بُخاری 6934,4434...,صحیح مسلم 2465,2467,2470,ترمذی 2188, اِبنِ ماجہ 167..,مسند احمد ، دلائل النبوۃ ، مصنف ابن ابی شیبہ ج-11 في كتاب الجمل ، سنن الکبریٰ ، مستدرک الحاکم 4662,....۔

۲۱ رمضان ۴۰ ہجری حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ کرم اللہ وجہہ الکریم شہید ہوئے اور حضرت علیؑ کو نبی کریم ﷺ نے تو پہلے ہی آپ کی شہادت کی خبر دے دی تھی کہ :

"کیا میں تمہیں ان دو آدمیوں کی خبر نہ دوں جو سب سے زیادہ بدبخت ہیں ؟

حضرت عمار بن یاسر بھی حضرت علیؑ کے ساتھ تھے آپ دونوں نے فرمایا :

کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ !

آپ ﷺ نے فرمایا : ایک وہ جو قوم ثمود کا احیمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں ۔

اور دوسرا وہ شخص جو تیرے یہاں پر (یعنی سر پر) مارے گا حتیٰ کہ خون سے تیری یہ (یعنی داڑھی مبارک) تر ہو جائے گی ۔

المستدرک الحاکم 4679.

باقی مولا علیؑ کے فضائل میں تو اتنی احدیث مبارکہ ہے کہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے :

مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۔

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کے فضائل میں اتنی احادیث وارد نہیں ہیں جتنی احادیث حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں ہیں ۔

المستدرک الحاکم 4572.

کبھی علیؑ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي . اور کبھی فرمایا : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ . اور کبھی فرمایا : لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ. اور کبھی فرمایا : عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ . ...

اور نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی : رَحِمَ اللَّهُ عَلِيًّا اللَّهُمَّ أَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ ۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے ، اے اللہ ! علی جدھر ہو حق کو ادھر کر دے ۔

مستدرک الحاکم 4629.

غور کرنے کی بات ہے آپ ﷺ نے یہ دعا نہیں مانگی کہ "اے اللہ علی کو حق کی طرف کردے" بلکہ دعا یہ مانگی کہ "اے اللہ ! علی جدھر ہو حق کو ادھر کر دے ۔"

اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ اللہ میرے آپ کے اور تمام مسلمانوں کی تمام جائز دعائیں قبول فرمائے، اور ہمارے گناہوں کی مغفرت فرمائے اور ہمارے نیک کاموں کو قبول فرمائے اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایک دفعہ یہ پوری کتاب فرقہ وارانہ شوچ سے آزاد ہو کر پڑھے اور اس کو اور بھی لوگوں کو اس کے بارے میں بتائیں۔ جزاک اللہ

أَعوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجِيم

بِسْـــــــمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيم

السَّلَامُ عَلَيْكُمُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه

اس کتاب میں اُن ۱۲ وجوہات کا ذکر ہیں جن کی وجہ سے آج مسلمانوں میں بہت اختلافات پائے جاتے ہے اس کتاب میں اُن ۱۲ مسائل کا حل قرآن اور سنت کے ساتھ دیا گیا ہے ۔ referenceکی روشنی میں پورے

1 فرقہ واریت کی اصل وجہ ہے قرآن کے ساتھ ظُلم کرنا.

2 اسلام میں فرقہ واریت کی بڑی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ ہے تقلید.

3 فرقہ واریت کی ایک اور سب سے بڑی وجہ بزرگ پرستی ہیں جو تقلید سے بھی بدترین ہے.

4 فرقہ واریت کی اور ایک اصل وجہ مال و دولت .

5 فرقہ واریت کی اصل وجہ علماء سوء کا دھوکا قرآن اور صحیح حدیث کو لیکر.

6 فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ مولا علی عَلَيْهِ السَّلَام سے دُشمنی اور محبت میں غلو کرنا.

7 فرقہ واریت کی ایک اصل وجہ ہے ایمان ابی طلب.

8 فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کا واقعہ.

9 فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ (باغِ) فَـــــــدَك کا مسئلہ.

10 فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ نماز کو لیکر.

11 فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ نکاح اور طلاق کو لیکر.

12 فرقہ واریت کی آخری اور سب سے بڑی اصل وجہ شرک اور بدعت.

اس کتاب کو ایک دفعہ ضرور دیکھیں ان شاء اللہ آپ کو قرآن و سنت سے صحیح معاملہ سمجھ آجائے گا . آپ اِس کتاب کو downloadکریں ، اور لوگوں سے بھی اِس کو shareکریں ان شاء اللہ آپ بھی صدقہِ جاریہ کے مستحق ہوگئے ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :'' جب انسان فوت ہو جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (وہ منقطع نہیں ہوتے) : صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے .'' صحیح مسلم 4223 (1631) .

Download or read online link:

https://archive.org/embed/20230618_20230618_0635

Feedback on : SayyedShahidBinAbdulHameed@gmail.com